مسئلہ تقدیر

سوال: مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر میں ذیل کی متفق علیہ حدیث وارد ہے:۔

.... اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ .... ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْسَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحَ .... (یقیناً تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اُس کی ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے .... پھر اللہ تعالیٰ اُس کی طرف ایک فرشتے کو چار باتیں دے کر بھیجتا ہے، چنانچہ وہ اس کے عمل، عمر، رزق اور شقاوت وسعادت کے بارے میں نوشتہ تیار کر دیتا ہے اور پھر اس میں روح پھونک دیتا ہے) ۔ اب سوال ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان سارے معاملات کا فیصلہ ماں کے پیٹ میں ہی ہو جاتا ہے۔ تو پھر آزادیٔ عمل اور ذمہ داریٔ عمل کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ عام طور پر لوگ ایسی ہی احادیث سن لینے کے بعد ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہتے ہیں۔

جواب: تقدیر کے مسئلے میں آپ کو جو الجھن ہے اسے چند لفظوں میں دُور کرنا مشکل ہے۔ آپ اگر پوری طرح سمجھنا چاہیں تو میری کتاب "مسئلہ جبر و قدر" ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث کے بارے میں یہ بات آپ کے ذہن نشین رہنی چاہیے کہ کسی مسئلے کے سارے پہلو کسی ایک ہی حدیث میں مذکور نہیں ہوتے، اس لیے جو شخص صرف ایک دو روایتوں کو لے کر ان سے کوئی نتیجہ نکالنا چاہے گا وہ غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ جو الجھن آپ کو ایک حدیث سے پیش آئی ہے اس سے بہت زیادہ الجھنیں اس صورت میں پیش آئیں گی جبکہ قرآن کی کسی ایک آیت سے آپ کوئی بڑا مسئلہ حل کرنا چاہیں گے اسی مسئلہ تقدیر کے متعلق قرآن مجید کی کوئی آیت سراسر جبر کا پہلو پیش کرتی ہے اور کوئی دوسری آیت انسانی اختیار، کی اہمیت ظاہر کرتی ہے۔ جبر اور اختیار، دونوں ہی بیک وقت انسانی زندگی کے ہر گوشے میں اس طرح پائے جاتے ہیں کہ اگر مجبر دایک کو الگ کر کے دیکھا جائے تو دوسرے کا کوئی مقام باقی رہتا نظر نہیں آتا، حالانکہ ایک کو دیکھنے کے ساتھ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ دوسری حقیقت کا

جو مقام ہے وہ بھی اپنی جگہ بحال رہے۔ مسئلہ تقدیر کی ہر وہ تعبیر جو حقیقت کے ایک رُخ کو دوسرے رُخ کی قطعی نفی کا ذریعہ بنا دے وہ کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم مسائل دین کے متعلق ایک جامع نظریہ قائم کرنے کے لیے یہ ضروری قرار دیتے ہیں کہ ایک مسئلہ پر جتنی آیات اور احادیث سے روشنی پڑتی ہو ان سب کو نگاہ میں رکھا جائے۔

جس خاص حدیث کے بارے میں آپ نے اپنی الجھن بیان فرمائی ہے اس پر آپ اس پہلو سے غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ جو بے شمار مخلوق روزانہ پیدا فرما رہا ہے اگر اس کو ان میں سے ہر ہر چیز کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کی کیا استعداد ہے، کس کا دنیا میں کیا کام ہے، اور کس کو نظامِ کائنات میں کس جگہ رہنا ہے اور کیا خدمت سر انجام دینی ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) اس بے خبری کے ساتھ ایک دن بھی اس عظیم الشان کائنات کا انتظام چلا سکتا ہے؟ یہ بات آخر کس طرح باور کی جا سکتی ہے کہ دنیا کا خالق اور مدبر اپنی مخلوق کے حال اور مستقبل سے لاعلم ہو؟ یہ تک نہ جانتا ہو کہ کل اس کی سلطنت میں کیا کچھ پیش آنے والا ہے اور اس کو کسی کے اچھے یا بُرے ارادے کا صرف اُسی وقت علم ہو جب وہ اپنا کام کر گذرے! یہ بات نہ صرف خلافِ عقل ہے بلکہ اگر آپ اس کے نتائج پر غور کریں تو اُن الجھنوں سے بہت زیادہ سخت الجھنیں اس سے پیدا ہوتی ہیں جو پیشگی نوشتۂ تقدیر کی خبر سُن کر آپ کے ذہن میں پیدا ہوئی ہیں۔ پس یہ تو بہر حال ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ ماکان وما یکون کا علم رکھتا ہے اور ہر متنفس کا مستقبل اسے معلوم ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے کہ اللہ کے اس علمِ سابق نے ہر متنفس کو وہی کام کرنے پر مجبور بھی کر دیا ہے جو اللہ کو معلوم ہے۔ اللہ کا علم اللہ کی قدرت کی نفی نہیں کرتا۔ اللہ کی قدرت نے ہر انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بھلائی اور برائی میں سے جس چیز کو چاہے انتخاب کرے، اور اللہ کا علم یہ جانتا ہے کہ کون شخص کیا کچھ انتخاب کریگا۔ غلطی سے اُس ذاتِ پاک کا علم منزہ ہے اور عجز سے اس کی قدرت منزہ۔

رہی یہ بات کہ لوگ عقیدۂ تقدیر کو غلط معنی میں لے رہے ہیں اور اس کے برے نتائج نکل رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ایک حقیقت کو اس کی وجہ سے بدل ڈالا جائے۔ نہ حقیقتیں